مطبوعات صوفی نمبر ۴۹

اردو ترجمہ رسالہ

علم لدنی

از تصنیف حضرت امام ہمام حجۃ الاسلام ابی حامد محمد بن محمد الغزالی

مترجمہ

مولوی غلام ربانی صاحب لودھی بی اے علیگ

صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ

پنڈی بہاؤالدین نے

ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر رسالہ صوفی کے زیر اہتمام

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں مولوی عبدالرشید صاحب

پرنٹر کے اہتمام سے چھپوایا

(تعداد دو ہزار) (بار اول)

(قیمت فی جلد ۴ر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی زین قلوب خواص عبادہ بنور الولایۃ و ربی ارواحھم بحسن العنایۃ و فتح باب التوحید علی العلماء العارفین بمفتاح الدرایۃ و اصلی و اسلم علی سیدنا محمد سید المرسلین صاحب الدعوۃ والرعایۃ و دلیل الامۃ الی الھدایۃ و علی الہ سکان حرم الحمایۃ ۔

بات یہ ہے کہ میرے ایک دوست نے بیان کیا کہ ایک عالم نے اس علم غیب لدنی سے انکار کیا ہے جس پر خواص صوفیہ کرام اعتماد رکھتے ہیں۔ اور جس کی طرف اہل طریقت منسوب ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ علم لدنی ان علوم کی نسبت زیادہ قوی اور محکم ہوتا ہے جو سیکھنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ دوست موصوف نے یہ بھی بیان کیا کہ عالم مذکور کہتا ہے کہ میں صوفیہ کے علم کے تصور پر قادر نہیں ہوں۔ اور میرے خیال میں دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے۔ کہ سیکھنے اور حاصل کرنے کے سوا محض فکر و غور سے علم حقیقی میں گفتگو کر سکتا ہو۔ میں نے کہا ایسا معلوم نہیں ہے کہ اس شخص کو تحصیل کے طریقے ہی معلوم نہیں۔ اور اس کو انسانی نفس اور اس کی صفات کے متعلق کسی طرح کا علم و درایت حاصل نہیں۔ اور وہ اس امر سے بھی بے خبر ہے کہ کیونکر نفس انسانی علامات غیب اور علم ملکوت کو قبول کرتا ہے۔ میرے دوست نے کہا ہاں وہ شخص کہتا ہے کہ علم صرف فقہ، تفسیر

قرآن اور کلام پر موقوف ہے اس کے بعد کوئی علم نہیں ہے اور یہ علوم سیکھنے اور سمجھنے سے حاصل ہوتے ہیں، میں نے کہا کہ بہت اچھا تو پھر علم تفسیر کیونکر حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ قرآن تو ایک بحر محیط ہے جو جمیع اشیا پر مشتمل ہے اور اس کے تمام معانی اور اس کی تفسیر کے حقایق ان تصانیف میں مذکور نہیں ہیں۔ جو عوام میں مشہور ہیں۔ بلکہ تفسیر تو اور ہی چیز ہے جو اس مدعی کو معلوم ہے اس کا نام تفسیر نہیں ہے۔ اس شخص نے کہا کہ ان مشہور و معروف تفاسیر کے سوا جو قشیری، ثعلبی، اور ماوردی کی طرف منسوب ہیں۔ اور کوئی تفاسیر ہی موجود نہیں ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ شخص ادھقیقت سے دور ہو گیا ہے۔ کیونکہ سلمی نے اپنی تفسیر میں بعض محققین کے کلمات جمع کئے ہیں۔ جو تحقیق سے مشابہ ہیں، اور یہ کلمات تمام تفاسیر میں مذکور نہیں ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص جو فقہ، کلام، اور تفاسیر مشہورہ کے سوا اور کسی چیز کو علوم میں شمار نہیں کرتا۔ علوم کی اقسام و تفاصیل سرایت و حقائق اور ان کے ظاہری و باطنی نکات سے بالکل ناواقف ہے۔ دنیا کی عادت سی ہو گئی ہے۔ کہ جو شخص کسی چیز سے واقف نہ ہو فوراً اس کا انکار کر دیتا ہے، اسی طرح اس مدعی کا کام و دہن بھی شراب حقیقت سے لذت آشنا نہیں ہوا۔ اور اس کو اسرار علم لدنی سے آگاہی نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ کیونکر اس کا اقرار کرے؟ یہ بات تو مجھے بھی پسند نہیں کہ جب تک وہ ان اسرار سے معرفت و آشنائی پیدا نہ کرلے محض تقلید اور تخمینے سے اس کا اقرار کرلے! اس دوست نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ مراتب علوم کا کچھ تذکرہ فرمائیں۔ اور اس علم کو صحیح ثابت کریں۔ اور اس کو اپنی طرف منسوب فرمائیں اور اس کے اثبات کا اقرار فرمائیں۔ میں نے کہا کہ اس مسئلہ کا بیان تو بہت دشوار ہے۔ لیکن جو کچھ میرے دل میں گذریگا میں اس کو اپنے حال کے مطابق اور اپنے وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس علم کے مقدمات کو شروع کرتا ہوں۔ میں کلام کو طول نہیں دینا چاہتا کیونکہ بہترین کلام وہ ہے جو قلیل اور پُر معنی ہو اور میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے توفیق اور

اعانت طلب کی۔ اور اس علم کے متعلق میں نے اپنے فاضل دوست کا مسئلہ بیان کیا۔

فصل

یاد رکھیں۔ کہ علم نفس ناطقہ مطمئنہ کے اشیاء کے حقائق اور ان کی ان صورتوں کے تصور کا نام ہے۔ جو مادہ سے خالی ہوں۔ یہ تصور اشیا کے عین کیفیت، مقدار اور جوہر ہوتا ہے اور اگر وہ مفرد ہوں تو ان کی ذات سے بھی ہوتا ہے۔ اور عالم اس فرات کا نام ہے جو محیط مدرک اور متصور ہو۔ اور معلوم اس شے کی ذات کا نام ہے جس کا علم نفس میں منقوش ہو جاتا ہے۔ اور علم کی شرافت اس کے معلوم کی شرافت کے مطابق ہوتی ہے۔ اور اس میں شک نہیں ہے۔ کہ سب معلومات سے افضل و اعلیٰ اور اشرف و اجل اللہ تعالےٰ ہے۔ جو صانع و مبدع اور سچا اور ایک ہے اس کا علم یعنی علم توحید سب علموں سے افضل اجل اور اکمل ہے اور اس علم کی تحصیل جمیع عقلا پر ضروری اور واجب ہے جیساکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ (علم کی جستجو ہر مسلم پر فرض ہے)۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علم کی جستجو کے لئے سفر کا بھی حکم فرمایا۔ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّیْنِ (علم کی جستجو کرو خواہ وہ چین ہی میں کیوں نہ ہو) اور اس علم کا جاننے والا تمام علماء سے افضل ہے۔ اور اس وجہ سے اللہ تعالےٰ نے بزرگ ترین مراتب کا ذکر کرتے ہوئے ان کو مخصوص کیا۔ اور فرمایا شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ (اللہ تعالےٰ، فرشتے اور علماء اس امر کی شہادت دیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے) علماء علم توحید کا اطلاق ایک تو انبیاء پر ہوتا ہے اور اس کے بعد ان علماء پر ہوتا ہے جو انبیا کے وارث ہیں اور یہ علم گو بذاتہ شریف اور بنفسہ کامل ہے لیکن دیگر علوم کی نفی نہیں کرتا۔ بلکہ بہت سے

مقدمات کے سوا وہ حاصل ہی نہیں ہو سکتا، اور یہ مقدمات مختلف علوم مثلاً افلاک اور آسمانوں اور جمیع مصنوعات کے علم سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔ اور علم توحید سے دیگر علوم پیدا ہوتے ہیں۔ جن کا ہم مناسب جگہ پر تذکرہ کرینگے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ معلوم کی طرف نظر و توجہ کرنے کے بغیر بھی علم بذاتہٖ شریف ہے حتیٰ کہ علم سحر بذاتہٖ شریف ہے اگرچہ وہ باطل ہے اور یہ اس لئے کہ علم جہل کی ضد ہے اور جہل لوازم ظلمت میں سے ہے اور ظلمت مرتبہ سکون میں ہے اور سکون عدم سے قریب ہے۔ اور باطل اور گمراہی اسی قسم سے ہیں۔ جب جہل عدم کا حکم رکھتا ہے اور علم وجود کا اور وجود عدم سے بہتر ہے۔ اور ہدایت حق، حرکت، اور نور سب سلک وجود میں منسلک ہیں۔ اور جب وجود عدم سے برتر ہے تو علم جہل سے شریف تر ہوا۔ کیونکہ جہل تاریکی و نابینائی کی مانند ہے۔ اور علم آنکھ اور روشنی کی مانند ہے اور بینا، نابینا کے اور تاریکی روشنی کے مساوی نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالےٰ نے ان اشارات سے اس امر کی تصریح فرمائی ہے اور فرمایا قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِي الَّذِينَ يَعۡلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعۡلَمُونَ (کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟) اور چونکہ علم جہل سے بہتر تسلیم کیا گیا ہے اور جہل لوازم جسم سے ہے اور علم لوازم نفس سے ہے اس لئے نفس جسم سے زیادہ شریف ہے اور علم کی بہت سی قسمیں ہیں۔ جن کو ہم دوسری فصل میں بیان کریں گے۔

اور عالم کے لئے جستجوئے علم کی کئی راہیں ہیں۔ جن کا ذکر ہم کسی اور فصل میں کریں گے۔ فضیلت علم کی پہچان کے بعد اب آپ کی نظر نفس کی پہچان پر ہوگی۔ کیونکہ نفس ہی علوم کی تختی اور ان کا محل و مقام ہے۔ جسم تو محدود و متناہی ہونے کی وجہ سے علم کا محل نہیں ہو سکتا۔ اور اس میں کثرت علوم کے لئے گنجائش نہیں ہے۔ اس پر صرف نقوش و خطوط ہی ٹھہر سکتے ہیں۔ اور نفس جمیع علوم کو بے روک ٹوک

قبول کر سکتا ہے اور کسی طرح کی تکان اور زوال اس کی سد راہ نہیں بن سکتا۔ اور ہم مختصر طور پر نفس کی تشریح کریں گے ۔

فصل شرح نفس و روح انسانی کے بیان میں

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو دو مختلف چیزوں سے پیدا کیا ہے۔ ان میں سے ایک جسم ہے جو تاریک و کثیف اور بناؤ بگاڑ کے عمل کے ماتحت ہے اس کی ترکیب و ترتیب مٹی سے ہے اور یہ اپنی تکمیل کے لئے غیر کا محتاج ہے دوسری چیز نفس ہے جو جوہر مفرد، روشنی دینے والا، ادراک کرنے والا۔ فاعل محرک اور آلات و اجسام کی تکمیل کا باعث ہے اور اللہ تعالےٰ نے جسم کو اجزائے غذا سے ترکیب دی۔ اور راکھ کے اجزاء سے اس کی پرورش کی۔ اُس کی بنیاد دیا کی۔ ارکان و اعضا برابر اور اطراف معین کئے۔ اور جوہر نفس کو اس نے اپنے ایک ہی کامل مکمل اور مفید امر سے ظہور عطا فرمایا۔

نفس سے میری مراد وہ قوت نہیں ہے جو غذا طلب کرتی۔ یا وہ قوت جو غصے اور شہوت کو حرکت دیتی ہے اور نہ وہ قوت ہے جو دل میں سکون پذیر ہے اور زندگی پیدا کرنے والی ہے اور دل سے جمیع اعضا کی طرف حس و حرکت کو لے جاتی ہے اس قوت کا نام روح حیوانی ہے حس و حرکت، شہوت و غضب اس کی فوج میں داخل ہیں۔ اور غذا طلب کرنے والی قوت جو جگر میں سکونت رکھتی ہے روح طبعی کہلاتی ہے۔ ہضم اور اخراج فضلہ اس کی صفات ہیں۔ اور قوت متصورہ قوت مولدہ۔ قوت نامیہ اور دیگر فرمانبردار قوتیں سب جسم کی خادم ہیں۔ اور جسم روح حیوانی کا خادم ہے کیونکہ وہ اس سے قوت حاصل کرتا اور اس کی تحریک کے مطابق عمل کرتا ہے نفس سے میری مراد وہ کامل و لاتیجزی جوہر ہے جس کا کام صرف

ذکر کرنا حفظ کرنا تفکر و تمیز اور غور و خوض ہے۔ وہ تمام علوم کو قبول کرتا ہے اور ان مجرد صورتوں کے تصور و قبول سے بالکل نہیں تھکتا۔ جو مادہ سے خالی ہوتی ہیں یہ جوہر تمام روحوں کا سردار اور تمام قوتوں کا امیر ہے۔ سب اس کی خدمت کرتے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ اور نفس ناطقہ یعنی اس جوہر کو ہر قوم اپنے خاص نام سے موسوم کرتی ہے حکماء اس جوہر کو نفس ناطقہ کہتے ہیں، قرآن مجید اسے نفس مطمئنہ اور روح امری کے نام سے پکارتا ہے۔ صوفیہ اس کا نام قلب رکھتے ہیں اسماء و عبادات مختلف ہیں معنی ایک ہی ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں۔ ہمارے نزدیک قلب اور روح اور مطمئنہ سب نفس ناطقہ کے نام ہیں اور نفس ناطقہ وہ زندہ جوہر ہے جو کام کرنے والا اور ادراک کرنے والا ہے۔ اور جب ہم روح مطلق یا قلب کہتے ہیں تو اس سے ہمارا مقصود جوہر ہوتا ہے اور صوفیہ روح حیوانی کو نفس کہتے ہیں۔ اور شریعت بھی اس پر وارد ہوئی۔ اور کہا تمہارا سب سے بڑا دشمن اپنا نفس ہے۔ شارع علیہ السلام نے بھی نفس کا نام استعمال کیا۔ بلکہ اضافت اور لگاؤ سے اس کی تاکید و توثیق بھی فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا نَفْسُکَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْکَ (تمہارا نفس وہ ہے جو تمہارے دو پہلوؤں کے درمیان ہے) اور اس قول سے آپ نے قوت شہوانی و غضبی کی طرف اشارہ فرمایا۔ کیونکہ یہ دونوں قلب سے پیدا ہوتی ہیں۔ جو دو پہلوؤں کے درمیان ہے۔ جب آپ کو ناموں کا فرق معلوم ہو گیا تو آپ اس امر کو بھی سمجھ لیں کہ ارباب بحث و تحقیق اس نفیس جوہر کو مختلف طریقوں سے تعبیر کرتے اور اس کے متعلق مختلف رائیں رکھتے ہیں۔ اور مشہور اہل کلام و مجادلہ نفس کو جسم شمار کرتے اور کہتے ہیں کہ وہ ایک لطیف جسم ہے جو اس کثیف جسم کے مقابل واقع ہے۔ ان کی رائے ہے روح و جسم میں صرف لطافت و کثافت ہی کا فرق ہے ان میں سے بعض روح کو عرض کہتے ہیں اور بعض طبیب بھی اسی طرف مائل ہیں۔

اور بعض کا یہ قول ہے کہ خون روح ہے اور سب نے رائے قائم کرنے میں تخئیل پر قناعت کی۔ اور تیسری قسم کی جستجو نہیں کی۔ حالانکہ قسمیں تین ہیں۔ جسم، عرض، اور جزو لا یتجزیٰ +

روح حیوانی جسم لطیف ہے گویا وہ روشن چراغ ہے جو دل کے شیشے میں رکھا ہوا ہے۔ اس سے میری مراد وہ صنوبری شکل ہے جو سینے میں لٹک رہی ہے اور زندگی چراغ کی روشنی۔ خون اس کا تیل اور حس و حرکت اس کا نور ہے اور شہوت اس کی حرارت اور غصہ اس کا دھواں ہے اور غذا طلب کرنے والی قوت جس کا مسکن جگر ہے۔ اس کی خادم سنتری اور وکیل ہے یہ روح جمیع حیوانات میں موجود ہوتی ہے۔ اور انسان جسم ہے اور اس کی صفات اعراض ہیں۔ یہ روح علم کی طرف راستہ نہیں پا سکتی نہ اس کو مخلوق کا رد یہ معلوم ہے اور نہ اُسے خالق کے حق کی پہچان اور معرفت ہے۔ وہ محض ایک خادم اور قیدی ہے جو بدن کی موت کے ساتھ ہی مر جاتا ہے۔ اگر خون زیادہ ہو جائے تو یہ چراغ افراط حرارت کی وجہ سے اور اگر کم ہو جائے تو کمی حرارت سے گل ہو جاتا ہے اور اس چراغ کا گل ہو جانا جسم کی موت کا باعث ہوتا ہے یہ روح اللہ تعالےٰ اور شارع علیہ السلام کے احکام کی مکلف نہیں ہے کیونکہ چوپائے اور دیگر حیوانات شرعی احکام کے مکلف و مخاطب نہیں ہیں۔ اور انسان کو ایک اور حقیقت کی وجہ سے مکلف اور مخاطب کہا جاتا ہے اور یہ معنی دیگر حیوانات میں نہیں پائی جاتی اور صرف انسان کے ساتھ خاص ہے اور یہ حقیقت نفس ناطقہ اور روح مطمئنہ ہے یہ روح نہ جسم ہے نہ عرض کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ (یا رسول اللہ کہو کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے) +

نیز اللہ تعالٰے نے فرمایا یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً (اے امن و اطمینان والے نفس اپنے پروردگار کی طرف ایسی حالت میں رجوع کر کہ تو اُس سے رضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے) اور اللہ تعالٰے کا حکم نہ جسم ہے نہ عرض بلکہ عقل اوّل لوح اور قلم کی طرح یہ بھی قوت الٰہی ہے، یہ قوائے الٰہی اجزائے لایتجزیٰ اور مادہ سے علیحدہ ہیں بلکہ یہ مجرد روشنی ہیں جو عقلی ہیں اور حواس کے ذریعے معلوم نہیں ہوسکتیں۔ اور روح و قلب ہمارے نزدیک ان اجزا کی طرح ہیں اور بگڑنے، پراگندہ ہونے فنا ہونے اور مرنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ بلکہ بدن سے جُدا ہو جاتے اور قیامت کے دن پھر اسی جسم میں واپس آنے کے منتظر رہتے ہیں جیسا کہ شریعت میں وارد ہے اور قطعی دلائل سے ثابت ہو چکا ہے۔

روح ناطق نہ جسم ہے اور نہ عرض۔ بلکہ وہ مضبوط۔ نُوری اور غیر فاسد جوہر ہے۔ ہم دوبارہ ثبوت پیش کرنے اور دلائل شمار کرنے سے مستغنی ہیں کیونکہ وہ دلائل مقرر اور مذکور ہیں۔ اور جو شخص ان کی تصدیق کا طالب ہو اُس کو ان کتابوں کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ جو اس فن سے مناسب ہیں) ہمارے طریقے میں برہان و حجت پیش نہیں کی جاتی۔ بلکہ ہم مشاہدہ اور رویت ایمان پر اعتماد کرتے ہیں۔ اللہ تعالٰے نے روح کو کبھی اپنے امر کی طرف اور کبھی اپنی عزت کی طرف مضاف کیا اور فرمایا فَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ (میں نے اس میں اپنی روح پھونکی) نیز فرمایا قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ (کہو کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے) نیز فرمایا وَنَفَخْنَا فِیْهِ مِنْ رُّوْحِنَا (اور ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی) اور اللہ تعالٰے اس بات سے بالاتر ہے کہ کسی جسم یا عرض کو اپنی طرف مضاف کرے کیونکہ وہ دونوں خسیس، تغیر پذیر، سریع الزوال

اور بگڑ جانے والے ہوتے ہیں۔ اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ (روحیں بھرتی کئے ہوئے سپاہی ہوتے ہیں) نیز فرمایا اِنَّ اَرْوَاحَ الشُّھَدَآءِ فِیْ حَوَاصِلِ طُیُوْرٍ خُضْرٍ (شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں) اور عرض جوہر کے فنا ہونے کے بعد باقی نہیں رہتا کیونکہ وہ قائم بالذات نہیں ہے، اور جسم میں اس امر کی قابلیت ہے کہ وہ تحلیل ہو کر وہی کیفیت اختیار کرے جو مادہ وصورت سے مرکب ہونے سے قبل تھی۔ جیسا کہ کتابوں میں مذکور ہے۔ ان آیات و احادیث اور عقلی دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ روح جزو لایتجزیٰ، کامل اور حیّ بالذات ہے اس سے تمام قوتیں اس کے سپاہی ہیں۔ یہ جوہر معلومات کی صورتیں اور موجودات کے حقائق قبول کرتا ہے اور ان کے عین اور ذات سے مشغول نہیں ہوتا۔ نفس اس امر پر قادر ہے کہ انسان کو دیکھے بغیر انسانیت کی حقیقت کو معلوم کرے جیسا کہ اُس نے فرشتوں اور شیاطین کی حقیقت معلوم کر لی ہے، اور اُن کے اجسام کو دیکھنے کا محتاج نہ ہوا۔ کیونکہ اکثر انسانوں کے حواس ملائکہ و شیاطین تک نہیں پہنچ سکتے،

صوفیہ کی ایک جماعت کا قول ہے کہ جس طرح جسم کی آنکھیں ہوتی ہیں اسی طرح دل کی بھی ایک آنکھ ہے ظاہری چیزیں ظاہری آنکھ سے اور باطنی اشیا عقل کی آنکھ سے دکھائی دیتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا مِنْ عَبْدٍ اِلَّا وَلِقَلْبِہٖ عَیْنَانِ وَھُمَا عَیْنَانِ یُدْرِکُ بِھِمَا الْغَیْبَ فَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا فَتَحَ عَیْنَیْ قَلْبِہٖ لِیَرٰی مَا ھُوَ غَائِبٌ عَنْ بَصَرِہٖ (ہر بندے کے دل کی دو آنکھیں ہوتی ہیں جن سے وہ غیب کا ادراک کرتا ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اُس کے قلب کی دونوں آنکھوں کو کھول دیتا ہے تاکہ وہ ان چیزوں کو بھی دیکھ لے جو اس کی ظاہری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں) اور یہ روح بدن کے

مرنے کے ساتھ نہیں مرتی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اس کو اپنے دروازے کی طرف بلا لیتا ہے اور فرماتا ہے اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ (اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو) اور وہ بدن سے علیحدہ ہو جاتا اور اعراض کر لیتا ہے اس اعراض کی وجہ سے حیوانی اور طبعی قوتیں معطل ہو جاتی ہیں۔ حرکت سکون سے بدل جاتی ہے! اور اس سکون کا نام موت ہے۔

اہل طریقت یعنی صوفیہ جسم کی نسبت روح اور قلب پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں چونکہ روح باریتعالیٰ کے حکم سے ہے اس لئے بدن میں اس کی موجودگی بطور مسافر ہوتی ہے اور اس کی توجہ اپنے اصل اور مرجع ہی کی طرف رہتی ہے۔ وہ جسم قوی کی نسبت اپنے اصل سے زیادہ فوائد حاصل کرتا ہے اس لئے طبیعت کی آلائشوں سے پاک رہتا ہے

جب آپ اس امر سے واقف ہو چکے کہ روح جوہر فرد یعنی جزو لا یتجزیٰ ہے اور جسم کیلئے مکان لابدی ہے اور عرض جوہر کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا تو آپ کو یہ معلوم کرنا چاہئے کہ یہ جوہر نہ کسی محل میں اترتا اور نہ کسی مکان میں رہتا ہے جسم نہ روح کا مکان ہے اور نہ قلب کا محل بلکہ بدن آلۂ روح وسیلۂ قلب اور نفس کی سواری ہے روح بذاتہٖ نہ بدن سے متصل ہے اور نہ اس سے منفصل بلکہ وہ بدن کے لئے مفید و فیض رساں ہے اور اس کی طرف متوجہ بھی ہوتی ہے دماغ پر سب سے پہلے اس کے نور کا ظہور ہوتا ہے کیونکہ دماغ روح کی خاص جلوہ گاہ ہے۔ اس کا اگلا حصہ اس کا سنتری، وسطی وزیر و مدبر اور پچھلا حصہ خزانہ و خزانچی ہے اور باقی تمام اجزای دماغ پیادے اور سوار ہیں روح حیوانی اس کی خادم روح طبیعی وکیل۔ بدن گھوڑا۔ دنیا میدان، زندگی مال و سامان، حرکت تجارت، علم منافعہ، آخرت منزل مقصود۔ شریعت رہگذر و سبیل، نفس امارہ سنتری اور نقیب، نفس لوامہ جگانے والا حواس خمسہ جاسوس و معاون۔ دین زرہ، عقل استاد اور حس شاگرد ہے اور اللہ تعالےٰ ان سب کے اوپر نگران ہے اور وہ نفس جس کے یہ سامان و صفات ہیں بذاتہٖ اس جسم کثیف کی طرف متوجہ یا اس سے متصل نہیں ہوتا

بلکہ اُسے فائدہ پہنچاتا ہے اور اس کا رُخ اللہ تعالےٰ کی طرف رہتا ہے، اس سفر کے دوران میں روح صرف طالب علم میں مصروف رہتی ہے کیونکہ علم قیامت میں اس کا لباس ہوگا۔ کیونکہ مال و اولاد کا لباس دنیا کی چند روزہ زندگی کی زیب و زینت ہے جس طرح اشیا کے دیکھنے میں مشغول ہے اور کان آوازیں سننے پر مداومت کرتا ہے اور زبان باتوں کی ترکیب کے لئے تیار رہتی ہے۔ اور روح حیوانی لذاتِ غضبیہ کی مرید اور روح طبیعی لذاتِ خورد و نوش کی دلدادہ ہے اور روح مطمئنہ یعنی دل صرف علم کی طالب ہے۔ اسی لئے اس کی رضا وابستہ ہے عمر بھر علم ہی سیکھنے میں مشغول رہتی ہے تا دمِ مفارقت اس کے تمام دن زیور علم سے آراستہ ہوتے ہیں۔ اگر وہ علم کے سوا کوئی اور چیز کبھی قبول کر بھی لے تو وہ محض بدن کی مصلحت کے لئے کرتی ہے نہ کہ اپنی ذات کے لئے یا اپنے اصل کی محبت کے لئے۔ جب آپ کو روح کے حالات اس کی بقاؤ دوام اور علم کے ساتھ اس کے عشق و شغف سے آگاہی ہو گئی ہے۔ تو آپ پر لازم ہے کہ کئی اقسام کے علوم سیکھیں، علم کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ہم ان ان کو مختصراً شمار کرتے ہیں۔

علم کی اقسام اضاف کا بیان

واضح رہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک شرعی۔ دوسرے عقلی، اور اکثر شرعی علوم ان علوم کے جاننے والے آدمی کے نزدیک عقلی ہوتے ہیں اور اکثر عقلی علوم ان علوم کے ماہرین کے نزدیک شرعی ہوتے ہیں، وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ (اور جس شخص کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے نور سے حصہ نہ ہو وہ نور سے محروم رہتا ہے)۔

پہلی قسم یعنی علم شرعی فی نفسہٖ دو قسمیں ہیں۔ ایک اصولی علم یعنی علم توحید۔ ہے یہ علم

اللہ تعالیٰ کی ذات اس کی صفات قدیمیہ وفعلیہ اور متعدد ذاتی صفات پر بحث کرتا ہے اور طریق مذکور کے مطابق ان کے اسماء معین کرتا ہے - نیز یہ علم انبیاء، آئمہ اور صحابہ کے حالات پر بحث کرتا ہے اور موت وحیات، حالاتِ قیامت، بعث و حشر، حساب اعمال اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کے متعلق بحث وتمحیص کرتا ہے اس علم کے ارباب نظر پہلے اللہ تعالیٰ کی آیات قرآنی کے ساتھ تمسک کرتے ہیں - اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث و آثار سے دلیل اخذ کرتے ہیں۔ اس کے بعد دلائل عقلیہ وبراہین قیاسیہ کی طرف جاتے ہیں قیاس جدلی وقیاسی عنادی اور ان دونوں کے متعلقات دلوازم کے مقدمات منطق وفلسفہ سے اخذ کرتے ہیں - ان لوگوں نے اکثر الفاظ کو ایسے محل ومواقع پر استعمال کیا ہے جن کے یہ الفاظ موضوع نہیں تھے اور وہ جوہر عرض، دلیل نظر، استدلال اور حجت کی اصطلاحات سے اپنی عبارات کو تعبیر کرتے ہیں، ان الفاظ کے معنی ہر قوم کے نزدیک خاص ہوتے ہیں جو دیگر اقوام کے معانی سے مختلف ہوتے ہیں - حتیٰ کہ حکماء جوہر سے کچھ لیتے ہیں اور صوفیہ اس کے کچھ اور معنی مراد لیتے ہیں اور اہل کلام ان سے بھی مختلف ہیں - وقس علیٰ ہذا *

اس کتاب کا یہ منشا نہیں ہے کہ قوم کی آرائے کے مطابق ان الفاظ کے معانی کی تحقیق کی جائے - اس لئے ہم اس کو نہیں شروع کریں گے - جو لوگ اصول اور علم توحید میں خاص طور پر کلام کرتے ہیں ان کا لقب متکلمین یا اہل کلام ہے کیونکہ علم کلام کا نام علم توحید پر مشہور ہوا ہے اور علم اصول میں سے ایک علم تفسیر ہے کیونکہ قرآن جمیع اشیاء میں سب سے بڑا سب سے زیادہ روشن سب سے زیادہ بزرگ اور سب سے زیادہ عزیز ہے *

اس علم میں بہت سی مشکلات ہیں جن کو صرف وہی شخص سمجھ سکتا ہے جس کو

اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب کا فہم عطا فرمایا ہو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا مِنْ اٰیَةٍ مِنْ اٰیَاتِ الْقُرْاٰنِ اِلَّا وَلَهَا ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَلِبَطْنِهٖ بَطْنٌ اِلٰی سَبْعَةِ اَبْطُنٍ (ہر قرآنی آیت کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن اور باطن کا بھی باطن ہوتا ہے حتیٰ کہ ہر ایک آیت کے سات باطن ہوتے ہیں)۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ہر ایک آیت کے نو باطن ہوتے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قرآن کریم کے ہر ایک حرف کے لئے ایک حد اور ہر ایک حد کے لئے ایک مطلع ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں جمیع علوم اور موجودات کے جلی و خفی، صغیر و کبیر اور محسوس و معقول کے متعلق خبر دے دی ہے اللہ تعالےٰ کے اس قول کا اشارہ اسی امر کی طرف ہے وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (ہر چیز خشک ہو یا تر کتاب مبین میں منضبط ہے)۔

نیز اللہ تعالےٰ نے فرمایا لِیَدَّبَّرُوْا اٰیٰتِهٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (ان کو آیات الٰہی پر غور و تدبر کرنا چاہیئے، اور ارباب عقل کو نصیحت پذیر ہونا چاہیئے) جب قرآن کا معاملہ سب امور سے بڑا ہے تو کون مفسر اس کا حق ادا کر سکتا ہے، اور کون عالم اس سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہو سکتا ہے ہاں کہ ہر ایک مفسر نے اپنی طاقت و استعداد کے مطابق اس کی شرح کی ابتدا کی، اور اپنی اپنی قوت عقلی اور بساط علمی کے اندازے سے اس کی تفسیر و بیان میں مرکب ہوئی اور سب نے کچھ نہ کچھ کہا اور جو کچھ کہا حقیقت کے مطابق کہا، علم قرآنی علم اصول و فروغ علم شرعی اور عقلی پر دلالت کرتا ہے مفسر پر واجب کہ قرآن کریم پر مختلف وجوہ و حیثیات سے غور کرلے، لغت، استعارے، ترکیب لفظ، مراتب نحو، عادت عرب، امور حکماء اور کلام صوفیہ پر غور و خوض کرنے کے بعد نہیں، تفسیر درجہ تحقیق سے قریب ہوتی ہے اگر ایک ہی حیثیت اور ایک ہی فن پر قناعت کی جائے تو حق

تفسیر ادا کرنا اور بیان قرآن سے عہدہ برآ ہونا ممکن نہیں ہے اور حجت ایمان اور اتمام برہان کی ذمہ داری ایسے مفسّر کے سر پر بدستور قائم رہتی ہے اور علم اصول کی ایک شاخ علم حدیث بھی ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم عرب و عجم کے فصیح ترین متکلم تھے۔ اور وہ ایسے معلم و استاد تھے جن کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے وحی آتی تھی آپ کی عقل عالم اعلیٰ و عالم اسفل دونوں پر محیط تھی، آپ کی ایک ایک بات بلکہ ایک لفظ میں اسرار و رموز کے بحر پنہاں ہیں۔ اس لئے اس کے آثار و اخبار کو جاننا اور اس کی احادیث کی معرفت حاصل کرنا ایک بہت بڑا کام اور دشوار امر ہے کوئی شخص علم کلام نبوی کو اس وقت سمجھ سکتا جب تک وہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت اور پیروی سے اپنے نفس کو درست نہ کرے، اور شرع نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت و اقتدا سے اپنے دل کی کجی دور نہ کرے، جس شخص کا یہ ارادہ ہو کہ وہ تفسیر قرآن، تاویل احادیث بھی کرے اور اس کا کلام درست بھی رہے اس پر اولاً علم لغت کا سیکھنا۔ نحو میں تبحر و مہارت پیدا کرنا، محاورہ اعراب سے واقفیت و رسوخ حاصل کرنا۔ اور اقسام صرف میں دسترس حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ علم لغت جمیع علوم کی سیڑھی ہے، جس کی لغت کی پہچان نہ ہو اس کے لئے تحصیل علوم کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی کیونکہ جو شخص کسی سطح مرتفع پر چڑھنا چاہے اس پر پہلے سیڑھی لگانا لابدی ہے اور اس کے بعد وہ اس سطح کی طرف بڑھنے کی امید کر سکتا ہے۔ اور علم لغت ایک عظیم الشان وسیلہ و ذریعہ اور مہتم بالشان سیڑھی ہے۔ طالب علم احکام لغت سے مستغنی نہیں ہو سکتا کیونکہ علم لغت اصل الاصل ہے اور علم لغت کی پہلی منزل حروف وادوات کا پہچاننا ہے اور وہ مفرد کلموں کے قائم مقام ہے۔ اس کے بعد افعال کا پہچاننا ضروری ہے مثلاً ثلاثی رباعی وغیرہ لغت داں کو چاہئے کہ وہ اشعار عرب میں غور و فکر کرے جن میں سب سے زیادہ معتبر اور اولیٰ زمانہ جاہلیت کے اشعار ہیں۔

کیونکہ ان سے دل کی تنقیح اور نفس کو رحت حاصل ہوتی ہے شعر وادوات و اسمار کے علاوہ علم نحو کی تحصیل بھی ضروری کیونکہ وہ علم لغت کے لئے ایسا ہی ہے جس طرح سونے اور چاندی کیلئے ترازو، علم حکمت کے لئے منطق شعر کے لئے علم عروض، کپڑوں کے لئے گز اور غلے کے لئے پیمانہ اور جب تک کوئی چیز ترازو سے وزن نہ کی جائے اس میں زیادتی اور کمی کی اصلیت ظاہر نہیں ہوتی، علم لغت علم تفسیر و علم حدیث کا ذریعہ اور علم قرآن و حدیث علم توحید کا راہنما ہے، اور علم توحید وہ چیز ہے کہ بندوں کے نفس صرف اسی کے ذریعہ نجات اور خوف محشر و معاد سے رستگاری حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ علم اصول کی تفصیل ہے۔ علم شرعی کی دوسری قسم علم فروع ہے۔ علم کی دو قسمیں ہیں ایک علمی دوسری عملی علم اصول علمی اور علم فروع عملی ہوتا ہے اور یہ عملی علم تین حقوق پر مشتمل ہوتا ہے۔

پہلے اللہ تعالےٰ کا حق ہے اور وہ ارکان عبادات مثلاً طہارت و نماز، زکوٰۃ، حج، جہاد، اذکار و وظائف، عیدین اور جمعہ اور ان کے علاوہ دیگر نوافل و فرائض ہیں۔

دوسرے حقوق بندوں کے ہیں اور یہ رسوم عادات کے ابواب ہیں۔ جو دو صورتوں میں جاری ہیں۔ اول معاملات، مثلاً بیع، شرکت۔ ہبہ۔ قرض۔ دین۔ قصاص اور دیت کی تمام قسمیں دوم معاقدات، مثلاً نکاح۔ طلاق، عتق۔ رق۔ فرائض اور ان کے متعلقات، فقہ انہی دو حقوق کا نام ہے۔ علم فقہ شریف، مفید عام اور ضروری ہے اور چونکہ اس کی ضرورت عام طور پر پڑتی ہے اس لئے اس سے لوگ مستغنی نہیں ہو سکتے

تیسرا حق نفس کا ہے اور وہ علم اخلاق ہے۔ اخلاق یا تو مذموم ہوتے ہیں اور ان کا ترک و انقطاع واجب ہوتا ہے یا اچھے ہوتے ہیں اور ان کو حاصل کرنا اور نفس کو ان سے آراستہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اخلاق مذمومہ اور اوصاف حمیدہ قرآن کریم اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان ہو چکے ہیں، اور وہ عام طور پر مشہور

ہیں جس نے اخلاق حمیدہ میں سے کسی ایک کو حاصل کر لیا جنت میں داخل ہو گیا۔

علم کی دوسری قسم علم عقلی ہے۔ یہ بڑا مشکل علم ہے اس میں انسان کا فکر و دماغ غلطی و درستی کا مورد و ہدف بنا رہتا ہے اس علم کے تین مراتب ہیں۔

پہلا مرتبہ ریاضی و منطق کا ہے، حساب ریاضی کی ایک قسم ہے اور عدد پر بحث کرتا ہے اور علم ہندسہ بھی ریاضی کی قسم ہے اس میں مقدار و اندازہ اور اشکال پر بحث ہوتی ہے اور علم ہیئت جو ریاضی کی تیسری قسم ہے یہ علم افلاک و نجوم اور علم اقالیم زمین اور ان دیگر علوم پر مشتمل ہے جو ان سے متعلق ہیں علم نجوم اور علم موالید، طوالع اسی علم کی شاخیں ہیں۔ اور علم موسیقی بھی ریاضی کی قسم ہے اور سُروں اور نغموں پر بحث کرتا ہے اور علم منطق میں ان اشیا کی حد و تعریف اور قانون و احکام پر بحث ہوتی ہے جن کا تصور سے ادراک ہوتا ہے اور جو علوم تصدیق کے ذریعہ سے حاصل ہوتے ہیں ان پر دلیل و قیاس کے طریق سے بحث ہوتی ہے، علم منطق کی ابتدا مفردات سے ہوتی ہے اس کے بعد وہ بالترتیب مرکبات، قضایا۔ اقسام قیاس اور مطلب دلیل و برہان کی طرف دورہ کرتا ہے اور اسی مقام پر منطق ختم ہو جاتی ہے۔

دوسرا مرتبہ علم طبیعی کا ہے اس علم میں جسم مطلق، ارکان عالم، جواہر و اعراض، حرکت و سکون، آسمانوں کے حالات اور اشیائے فعلیہ و انفعالیہ پر بحث ہوتی ہے اسی علم سے موجودات کے مراتب، نفوس اور مزاج کی قسمیں اور حواس کی مقدار معلوم ہوتی ہے نیز اس بات سے آگاہی ہوتی ہے کہ کیونکر حواس اپنے محسوسات کا ادراک کرتی ہیں۔ اس کے بعد یہی علم ترقی کر کے علم طب تک پہنچتا ہے یہ بدن کی بیماریوں دواؤں اور علاجات وغیرہ کا علم ہے۔ علم آثار علویہ، علم معدنیات اشیا کی خاصیتوں کی پہچان، اسی علم کی شاخیں ہیں اس علم کا اختتام علم کیمیا پر ہوتا ہے جس میں ان اجسام مریضہ کا علاج مذکور ہوتا ہے جو معادن اور کانوں میں موجود ہوتے ہیں۔

تیسرا مرتبہ اس علم کا ہے جو موجود پر نظر و بحث کرتا اور پھر موجود کو واجب و ممکن پر تقسیم کرتا ہے اور صانع اور اس کی ذات و صفات اور اس کے افعال پر بحث کرتا ہے نیز وہ صانع کے امر اس کے حکم و قضا اور اس سے موجودات کے ترتیب و تنظیم کے ساتھ ظاہر ہونے پر غور و خوض کرتا ہے پھر وہ عالم بالا جواہر غیر مادی عقول غیر مادی انفوس کاملہ اور ملائکہ و شیاطین کے حالات بیان کرتا ہے، اخیر میں یہ علم نبوتوں، معجزوں، کرامتوں نفوس مقدسہ نیند اور بیداری اور مدارج خواب پر بحث کرتا ہے علم طلسمات، علم نیر نجات (جادو سحر وغیرہ) اور اسی طرح کے دیگر علوم اسی مرتبہ علم کی شاخیں ہیں۔ اس علم کی تفصیلات اور اعراض و مراتب واضح اور مدلل طریق پر تشریح کے محتاج ہیں لیکن اختصار بہت ہے۔

یاد رکھیں کہ علم عقلی بذاتہ مفرد ہے اور اس سے علم مرکب پیدا ہوتا ہے جس میں دو مفرد علموں کے تمام حالات پائے جاتے ہیں یہ علم مرکب علم تصوف اور علم طریقہ حالات صوفیہ ہے کیونکہ صوفیہ کا ایک خاص اور واضح علم ہوتا ہے جو دو علوم کے مجموعے سے پیدا ہوتا ہے اور ان کا علم حال، وقت و سماع، وجد و شوق، بے ہوشی و اعادہ ہوش، اثبات و محو، فقر و فنا، ولایت و ارادت شیخ و مرید و دیگر حالات صوفیہ و ان کے فضائل و اوصاف اور ان کے مقامات و مراتب پر مشتمل ہے اور ہم انشاء اللہ ان تینوں علوم کو خاص کتاب میں بیان کریں گے۔ اس رسالہ میں ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ علوم اور ان کی اقسام کو شمار کریں ہم نے ان کا اختصار کیا اور بطریق اختصار ہی اُن کو شمار بھی کر دیا ہے جس شخص کا ارادہ مزید مطالعہ کا ہو اور ان علوم کی تشریح معلوم کرنا چاہے تو اس کو مطالعہ کتب کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

جب اقسام علوم شمار کی جا چکیں تو آپ کو یہ امر بھی قطعی و یقینی طور پر یاد رکھنا چاہیے کہ ان میں سے ہر ایک علم اور ہر ایک فن کے متعدد شرائط ہوتے ہیں جن کے بغیر وہ علم یا فن طالب علم و فن کے دل میں منقوش نہیں ہو سکتا علم کو شمار کرنے کے بعد آپ کو

تحصیل علوم کے طریقے معلوم کرنے ضروری ہیں۔ کیونکہ تحصیل کے طریقے معین و مقرر ہیں
ہم ان کو تفصیلاً بیان کریں گے۔

فصل تحصیل علوم کے طریقوں کے بیان میں

آپ کو جاننا چاہئے کہ علم انسانی کے حصول کے دو طریق ہیں ایک تعلیم انسانی اور دوسرا
تعلم ربانی۔ پہلا طریق معمولی ہے جو ایک محسوس راہ ہے اور جس کے تمام عقلاء مقر و معترف
ہیں، تعلیم ربانی کی دو قسمیں ہیں، ایک خارجی جو سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے، دوسرا داخلی جو
تفکر کے ذریعے حاصل ہوتا ہے جس طرح تعلم ظاہر سے متعلق ہوتا ہے اسی طرح تفکر باطن سے
تعلق رکھتا ہے کیونکہ کسی شخص کے کسی شخص جزئی سے فائدہ حاصل کرنے کا نام اور کسی نفس کے
نفس کلی سے مستفید ہونے کا نام تفکر ہے اور نفس کلی جمیع علماء و عقلاء کی نسبت زیادہ قوی
و موثر معلم ہے علوم اصل نفوس میں بالقوہ اس طرح مرکوز ہوتے ہیں جس طرح بیج زمین میں اور
موتی سمندر کی گہرائی یا قلب معدن میں، اس چیز کے قوت سے فعل کی طرف آنے کی
کوشش کو تعلم کہا جاتا ہے اور اسی چیز کو قوت سے فعل کی طرف لانے کی کوشش کا نام
تعلیم ہے اس لئے سیکھنے والے کا نفس سکھانے والے کے نفس سے مشابہ اور رشتے میں قریب
ہوتا ہے۔ فائدہ پہنچانے والا عالم کاشتکار کی مانند اور سیکھنے اور فائدہ حاصل کرنے والا
شخص کھیتی کی مانند ہوتا ہے اور علم بالقوہ بیج کی مانند اور علم بالفعل پودے اور نبات
کی مانند ہے جب سیکھنے والے کا نفس کامل ہو جائے تو وہ میوہ دار درخت یا اس
موتی کی مانند ہو جاتا ہے جو سمندر کی گہرائی سے نکالا جاتا ہے اور جب قوائے بدنی نفس
پر غالب آجائیں تو سیکھنے والا شخص اس امر کا محتاج ہوتا ہے کہ مدت دراز تک سیکھتا رہے
اور محنت و مشقت برداشت کرتا اور علم کی جستجو کرتا رہے اور جب نور عقل اوصاف حس پر
غالب آجائے تو طالب علم تھوڑے سے تفکر کے ذریعہ کثرت تعلّم سے مستغنی ہو جاتا ہے،

کیونکہ قابل نفس ایک گھنٹے کے تفکر سے اس قدر فوائد حاصل کر سکتا ہے کہ جامد نفس ایک سال تک سیکھنے سے بھی حاصل نہیں کر سکتا۔

بعض آدمی تعلیم سے علوم حاصل کرتے ہیں اور بعض تفکر سے اور تعلیم بھی تفکر کا محتاج ہے کیونکہ انسان تمام جزئی و کلی اشیاء اور تمام معلومات کے تعلم پر قادر نہیں ہے بلکہ کچھ حصہ سیکھتا اور کچھ تفکر کے ذریعہ حاصل کرتا ہے اور اکثر نظری علوم اور عملی فنون حکماء کے نفوس نے استخراج کئے ہیں جن میں ان کو زیادہ سیکھنا یا حاصل کرنا نہیں بلکہ ان کی پاکیزگی ذہن، قوت فکر اور زیرکی کی وجہ سے خود بخود وہی ظاہر ہوتے گئے۔ اگر انسان پہلے کچھ علم حاصل کرنے کے بعد بذریعہ تفکر استخراج نہ کرتا تو لوگوں پر حصول علم بہت طویل کام ہو جاتا اور دلوں سے جہل کی تاریکی زائل نہ ہوتی، کیونکہ نفس اپنے تمام جزئی و کلی امور مہمہ کو بذریعہ تعلیم حاصل نہیں کر سکتا بلکہ بعض تحصیل کے ذریعہ اور بعض لوگوں کی عادات اور اچھی باتوں کے تبادلہ و مطالعہ سے اور بعض شستگی فکر کے وجہ سے استخراجاً معلوم ہو جاتے ہیں، علماء کی عادت یہی رہی ہے اور اس پر قواعد علوم مرتب کئے گئے ہیں حتیٰ کہ انجینئر بھی ان تمام چیزوں کو جو اسے عمر بھر درکار ہوتی ہیں نہیں سیکھتا بلکہ صرف اپنے علم کے کلیات و موضوعات سیکھ لیتا ہے اور اس کے بعد استخراج اور قیاس کو استعمال کرتا ہے اور اسی طرح طبیب بھی اشخاص کی بیماریوں اور دواؤں کی جزئیات نہیں سیکھ سکتا بلکہ اپنے عام معلومات میں تفکر کرتا، اور ہر شخص کا علاج اس کے مزاج کے مطابق کرتا ہے۔ نجومی کلیات نجوم سیکھتا ہے اور اس کے بعد تفکر کرتا اور مختلف فیصلے صادر کرتا ہے۔ فقیہ و ادیب اور عجائب و فنون کی بھی یہی صورت ہوتی ہے۔ ایک شخص اپنے تفکر سے مارنے کا آلہ یعنی لاٹھی وضع کرتا ہے اور دوسرا اس آلہ سے دوسرا آلہ استخراج کر لیتا ہے۔ تمام جسمانی و روحانی عجائب کی یہی صورت ہے۔ پہلے پہل عجائب تعلیم سے حاصل ہوتے ہیں اور اس کے بعد باقی عجائب تفکر سے ایجاد ہوتے

لگتے ہیں، جب نفس پر فکر کا دروازہ کھل گیا تو اس کو طریق تفکر کی کیفیت معلوم ہو جائیگی نیز یہ بات بھی معلوم ہو جائیگی کہ کیونکر زیرکی وفہم کے ذریعہ مطلوب کی طرف رجوع ہوتا ہے اس طرح انشراح قلب وانفتاح بصیرت ہو جاتا ہے اور جو علم انسان کے نفس میں بالقوہ موجود ہوتا ہے حالت فعل کی طرف رجوع وخروج کرتا ہے اور زیادت طلب وطول شفقت سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

دوسرے طریق یعنی علم ربانی کی دو صورتیں ہیں پہلی صورت القائے وحی ہے جب نفس کی ذات کامل ہو جاتی ہے طبیعت کا میل کچیل اور حرص وہوا کی گندگی اس سے رفع ہو جاتی ہے اور خواہشات دنیا سے اس کی نظر جدا ہو جاتی ہے فنا ہونے والی آرزوؤں سے اس کا رشتہ منقطع ہو جاتا ہے اور وہ اپنے خالق وباری کی طرف رخ کر لیتا ہے اسی کی بخشش سے تمسک کرنے لگتا ہے اسی کے افادہ اور فیض نور پر بھروسہ کرتا ہے اور اللہ تعالے حسن عنایت سے اس نفس کی طرف پورے طور پر متوجہ ہو جاتا ہے الٰہی نظر سے اس کی طرف دیکھتا ہے، اس کو لوح بناتا ہے اور نفس کلی کو قلم اور اس نفس میں جمیع علوم لکھ دیتا ہے عقل کل معلم اور نفس قدسی متعلم بن جاتا ہے اور اس نفس کو جمیع علوم حاصل ہو جاتے ہیں اور بغیر تعلم وتفکر کے تمام صورتیں اس میں منقوش ہو جاتی ہیں۔ اس کا ثبوت اللہ تعالے کے اس قول میں موجود ہے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (اور اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے اللہ تعالے نے وہ علوم سکھائے جو تجھے معلوم نہیں تھے) انبیاء کا علم لوگوں کے جمیع علوم سے اشرف واعلیٰ ہوتا ہے کیونکہ وہ بلا واسطہ وسیلہ اللہ تعالے سے حاصل ہوتا ہے اور اس کا بیان آدم علیہ السلام اور ملائکہ کے قصے میں مذکور ہے، فرشتے اپنی تمام عمر علم سیکھتے رہے اور انواع اقسام کے طریقوں سے بہت سے علوم حاصل کئے تب کہیں جا کر اَعْلَمُ الْمَخْلُوقَات یعنی تمام مخلوقات سے زیادہ عالم اور اَشْرَفُ الْمَوْجُودَات یعنی جمیع موجودات میں سب

زیادہ عارف بنے اور آدم علیہ السلام عالم نہیں تھے کیونکہ انہوں نے نہ کچھ سیکھا تھا اور نہ کسی علم کی صورت دیکھی، فرشتے ان کے مقابلے میں فخر وتکبر کرنے لگے اور بزرگ بننے کی کوشش کی اور کہا اے اللہ تعالٰے ہم تیری حمد وتسبیح بیان کرتے اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں اشیا کی حقیقتوں سے واقف ہیں، آدم علیہ السلام اپنے خالق کے دروازہ کیطرف واپس چلے گئے جمیع مخلوقات سے اپنا دل پھیر لیا اور اللہ سے اعانت طلب کی۔ اللہ تعالٰے نے ان کو تمام نام سکھا دیئے اس کے بعد فرشتوں کے روبرو وہ اشیا پیش کیں اور فرمایا اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ) اس پر فرشتے آدم علیہ السلام کے سامنے سرنگوں ہو گئے ان کا علم قلیل ثابت ہوا۔ ان کا سفینہ جبروت منتشر ہوا اور بحر عجز میں غرق ہو گئے اور کہنے لگے لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (ہم کو تو وہی معلوم ہے جو تو نے ہم کو سکھایا) اللہ تعالٰے نے فرمایا یَا اٰدَمُ اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَائِهِمْ (اے آدم ان کو بتاؤ) آدم علیہ السلام نے چند پوشیدہ علمی نکات اور در معنی سے اُن کو آگاہ کیا، عقلا کے نزدیک یہ بات قرار پائی کہ وہ غیبی علم جو وحی کے ذریعے پیدا ہو وہ کسبی علوم کی نسبت زیادہ قوی وکمل ہوتا ہے اور وحی کا علم انبیا کی وراثت ہے اور رسولوں کا حق ہے اللہ تعالٰے نے ہمارے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے زمانے سے وحی کا دروازہ بند کر دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور عرب وعجم کے فصیح ترین اور عدیم النظیر عالم تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ مجھ کو اللہ تعالٰے نے ادب سکھایا ہے اور نہایت اچھا ادب سکھایا ہے۔

نیز آپ اپنی قوم کو یہ بھی فرمایا کرتے تھے میں آپ سب لوگوں کی نسبت زیادہ عالم اور اللہ تعالٰے سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ آپ کا علم مکمل ترین شریف ترین اور قوی ترین تھا کیونکہ آپ نے تعلیم ربانی سے علم حاصل کیا اور انسانی تعلم وتعلیم سے

آپ کو بالکل شغل نہیں تھا، اللہ تعالٰے نے فرمایا عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی (نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بڑی مضبوط قوتوں والی ہستی نے علم سکھایا)۔

دوسری صورت الہام ہے نفس کلی انسانی نفس جزی کو اس کی صفائی، اثر پذیری اور قوت استعداد کے مطابق بیدار کرتا ہے۔ اس فعل کا نام الہام ہے الہام وحی کی علامت ہے کیونکہ وحی امر غیبی کی تصریح اور الہام اس کی تعریض و اشارہ کا نام ہے۔ جو علم وحی سے حاصل ہو اس کا نام علم نبوی ہوتا ہے اور جو علم الہام سے حاصل ہو اس کو علم لدنی کہتے ہیں۔ اور علم لدنی وہ علم ہے جس کے حصول کے وقت نفس اور باریتعالٰی کے درمیان کوئی واسطہ وسیلہ نہ ہو۔ بلکہ وہ ایک روشنی ہو جو غیبی چراغ سے ایک صاف سادہ اور لطیف دل پر براہ راست پڑ رہی ہو۔ ان تمام علوم کو جو جوہر نفس کلی اوّل میں موجود ہیں۔ جو کہ جواہر غیر مادی ہیں سے ہے۔ عقل اوّل سے وہی نسبت ہے جو حوّا علیہا السّلام کو آدم علیہ السلام سے ہے

یہ بیان ہو چکا ہے کہ عقل کلی نفس کلّی کی نسبت زیادہ شریف، زیادہ مکمل، زیادہ قوی اور باری تعالٰے کی طرف زیادہ قریب ہے اور نفس کلی جمیع مخلوقات کی نسبت زیادہ عزیز و لطیف و شریف ہے عقل کلّی کے فیض سے وحی اور نفس کلّی ضیا باری سے الہام پیدا ہوتا ہے، وحی انبیا کا زیور اور الہام اولیا کی زینت ہے جس طرح نفس عقل سے ولی نبی سے کم درجے پر ہوتا ہے اسی طرح الہام وحی کی نسبت کم درجہ رکھتا ہے، الہام وحی کی نسبت ضعیف اور خواب کی نسبت قوی ہوتا ہے۔ علم انبیا اور اولیا کا علم ہے۔ علم وحی پیغمبروں کے ساتھ خاص اور انہیں پر موقوف ہے۔ جیسا۔ آدم علیہ السلام۔ موسیٰ علیہ السلام۔ ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر پیغمبروں کا علم تھا۔

رسالت اور نبوّت میں فرق ہے نفس قدسی کے جوہر عقل اوّل سے معلومات

ومعقولات کے حقائق قبول کرنے کو نبوت اور ان معلومات ومعقولات کو فائدہ حاصل کرنے والوں اور قبول کرنے والوں تک پہنچانے کو رسالت کہتے ہیں بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی نفس کو حقائق معلومات ومعقولات کا قبول حاصل ہو جاتا ہے لیکن کسی عذر یا سبب سے اس کو حق تبلیغ حاصل نہیں ہوتا علم لدنی اہل نبوت و ولایت کو حاصل ہوتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ السلام کے متعلق فرمایا وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا (اور ہم نے اس کو لدنی علم سکھایا)۔

امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ "میرے منہ میں زبان رکھی گئی اور میرے قلب میں علم کے ایک ہزار دروازے کھل گئے" اور ہر ایک دروازے کے ساتھ ایک ہزار دروازہ ہے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ "اگر میرے لئے فرش بچھا دیا جائے تو میں اہل تورات کو تورات کے، اہل انجیل کو انجیل کے اور اہل قرآن کو قرآن کے احکام سنا دوں" اور یہ رجہ صرف تعلیم انسانی سے حاصل نہیں ہوسکتا، بلکہ علم لدنی کی قوت سے مرد کو یہ زیور عطا ہوتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ حکایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کی شرح اتنی بڑی تھی کہ اس کو چالیس اونٹ اٹھاتے تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو اجازت فرمائے اور میں صرف سورہ فاتحہ کی تفسیر شروع کر دوں تو وہ بھی اتنی ہی بھاری ہو جائے اور علم کی اس قدر کثرت وسعت اور انفتاح وانشراح محض لدنی اور ربانی اندر آسمانی ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اپنے اور اس کی لوح نفس کے درمیان سے حجاب اٹھا لیتا ہے اور اس لوح پر بعض پوشیدہ اسرار ورموز ظاہر ہو جاتے ہیں اور

اس پر ان اسرار و رموز کے معانی منقوش ہو جاتے ہیں اور وہ نفس ان نقوش کو اللہ تعالےٰ کے بندوں میں سے جن کے سامنے بیان کرنا اور جس طرح بیان کرنا چاہتا ہے بیان کرتا ہے۔

حکمت کی حقیقت علم لدنی سے حاصل ہوتی ہے اور جب تک انسان اس درجے تک نہ پہنچ جائے حکیم نہیں ہو سکتا کیونکہ حکمت ایک خدا داد چیز ہوتی ہے یُؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَاءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُو الْاَلْبَابِ (جس کو چاہتا ہے حکمت عطا فرماتا ہے اور جس کو حکمت عطا ہو جائے اُس کو خیر کثیر عطا ہو گئی اور صرف ارباب عقل و دانش ہی سمجھ سکتے ہیں) اور یہ بات اس لئے ہوتی ہے کہ جو لوگ مرتبہ علم لدنی حاصل کر لیتے ہیں وہ کثرت تحصیل و مشقت تعلیم سے مستغنی ہو جاتے ہیں، تھوڑا سیکھتے ہیں اور زیادہ جانتے ہیں اور تھوڑی دیر محنت کرتے اور زیادہ آرام حاصل کرتے ہیں۔

اور یاد رکھیں کہ جب وحی منقطع ہو گئی اور باب رسالت مسدود ہو گیا تو نصیحت اور تکمیل دین کے بعد لوگ پیغمبروں اور اظہار دعوت سے مستغنی ہو گئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا) اور بلا ضرورت اظہار فائدہ حکمت سے بعید ہے۔ لیکن الہام کا دروازہ بند نہیں ہوتا اور چونکہ نفوس کو تاکید و تجدید اور وعظ و نصیحت کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے اس لئے نفس کلی کے نور کی امداد بدستور رہتی ہے اور جہاں لوگ رسالت و دعوت سے مستغنی ہو گئے ہیں وہاں وساوس میں مستغرق اور شہوات میں منہمک ہونے کی وجہ سے اُن کو تذکیر و تنبیہ کی ضرورت رہتی ہے اللہ تعالےٰ نے وحی کا دروازہ بند کر دیا اور وہ آیت عباد ہے اور اپنی رحمت سے الہام کا دروازہ کھول دیا اور کام تیار اور مراتب مقرر کر دیئے تاکہ لوگوں کو یہ بات معلوم ہو جائے

کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور جس کو چاہے اُسے بے حساب رزق دیتا ہے ✣

فصل تحصیل علوم میں نفوس کے مراتب کے بیان میں

تمام انسانی نفوس میں علوم مرکوز ہوتے ہیں اور تمام نفوس تمام علموں کو قبول کر سکتے ہیں اگر کوئی نفس اپنے حصے سے محروم رہتا ہے تو وہ کسی عارضی سبب کی وجہ ہوتا ہے اور یہ سبب خارج سے آتا ہے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خُلِقَ النَّاسُ حُنَفَاءَ فَاجْتَالَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ (لوگ سچے مسلمان پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن شیطان اُن کو بہکا لیتے ہیں) ✣

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ (ہر شخص دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے) نفس کلی نفس ناطقہ انسانی پر جو روشنی ڈالتا ہے موخر الذکر اس روشنی کو قبول کر لیتا ہے اور اپنی اصلی طہارت و صفائی کی قوت سے نفس کلی کی صور معقولہ کی صلاحیت و قابلیت رکھتا ہے، لیکن دنیا میں بعض نفوس مریض ہو جاتے ہیں اور مختلف امراض و عوارض کے باعث ادراک حقیقت سے قاصر رہتے ہیں، اور بعض اپنی اصلی صحت کی حالت میں رہتے ہیں۔ اور ان پر کسی طرح کا مرض و فساد طاری نہیں ہوتا۔ اور جب تک زندہ رہتے ہیں روشنی قبول کرتے رہتے ہیں۔ اور نفوس صحیحہ نفوس نبوی ہوتے ہیں۔ جو وحی و تائید کے قابل اور عالم کون و فساد میں اظہار معجزہ و تصرف پر قادر ہوتے ہیں یہ نفوس اپنی اصلی صحت پر باقی رہتے ہیں۔ ان کے مزاج فساد امراض و عوارض سے متغیر نہیں ہوتے۔ اس لئے انبیا نفوس کے طبیب اور خلق خدا کو صحیح فطرت کی طرف دعوت دینے والے ہوتے ہیں ✣

اس دنیائے دوں میں جو نفوس بیمار پڑ جاتے ہیں ان کے مرض کے مراتب ہوتے ہیں۔ بعض کو تو مرض کا خفیف سا اثر لاحق ہوتا اور اُن کے دلوں پر نسیان کے پردے چھا جاتے ہیں اور وہ تعلّم میں مشغول ہو جاتے اور اصلی صحت کے طالب ہوتے ہیں، ایسے نفوس کا مرض ادنیٰ معالجے سے دُور ہو جاتا ہے۔ اور اُن کے نسیان کے پردے نہایت قلیل ذکر سے رفع ہو جاتے ہیں*

بعض عمر بھر تعلیم میں مشغول رہتے ہیں اور جمیع ایام تحصیل و تصحیح میں بسر کرتے ہیں لیکن اُن کا مزاج کچھ ایسا بگڑا ہوا ہوتا ہے کہ کچھ نہیں سمجھتے کیونکہ جب مزاج فاسد ہو جائے تو لا علاج ہو جاتا ہے*

بعض نفوس یاد کرتے ہیں اور پھر فراموش کر دیتے ہیں، اور ریاضت و تذلیل نفس میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور قلیل سی روشنی اور ضعیف سی چمک حاصل کر لیتے ہیں، اور یہ فرق اس قوت کی نسبت سے ظاہر ہوتا ہے جس سے نفوس دنیا کی طرف متوجہ اور اس میں مستغرق ہوں جیسا کہ اس شخص کی حالت سے ظاہر ہے جو حالت صحت سے حالت مرض اور حالت مرض سے حالتِ صحت کی طرف رجوع کر رہا ہو۔ اور جب عقدہ کھل جاتا ہے تو نفوس وجود علم لدنّی کا اقرار کرتے اور اس امر سے آگاہ ہو جاتے ہیں کہ وہ اول فطرت میں عالم اور آفرینش سے بالکل صاف تھے اور جاہل اس لئے ہو گئے ہیں کہ اس کثیف جسم کی صحبت اور گندے اور تاریک مکان میں مقیم ہونے کی وجہ سے مریض ہو گئے ہیں، اور وہ تعلّم کے ذریعے معدوم علم کو پانے اور مفقود عقل کو پیدا کرنے کے خواہاں نہیں ہیں۔ بلکہ وہ اصلی فطری علم کو دوبارہ حاصل کرنے اور مرض کے ازالے کے لئے جسم کی زینت اور اس کے قاعدہ و اساس کو منتظم کرتے ہیں۔ جب باپ اپنے بچے سے محبت و شفقت کرتا ہے تو اس

کی اس درجہ رعایت اور فکر کرتا ہے۔ کہ جمیع امور کو سپرد نسیان کر دیتا ہے اور صرف بچے ہی کے خیال میں مشغول رہتا ہے نفس بھی بشدت شفقت و محبت سے اس ہیکل کی طرف متوجہ ہوتا اس کی تعمیر و رعایت اور اس کی بہبود و مصلحت کی فکر کرتا ہے اور اپنے ضعف و قناعت کے باعث غریق بحر طبیعت ہو جاتے ہیں۔ اس لئے عمر بھر تعلم کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ جو کچھ فراموش ہوا وہ یاد آجائے۔ اور گم شدہ چیز ہاتھ آجائے، اور تعلم اسی چیز کا نام ہے کہ نفس اپنے جوہر کی طرف رجوع کرے۔ اور مافی الضمیر کو قوت سے فعل کی طرف لایا جائے تاکہ نفس کی سعادت و تکمیل حاصل ہو جائے۔

اور جب نفوس ضعیف ہوتے ہیں اور اپنے جوہر کی طرف راہ یاب نہیں ہو سکتے تو ایک مہربان عالم استاد سے تمسک و اعتصام کرنے اور اس کے سامنے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان کو منزل مقصود پر پہنچنے میں اعانت و امداد کرے جس طرح ایک مریض جو اپنے علاج سے ناواقف ہوتا ہے لیکن یہ سمجھتا ہے کہ صحت اچھی چیز ہوتی ہے، مہربان طبیب کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کے روبرو اپنا حال بیان کرتا ہے اور اپنے علاج کے لئے اس پر بھروسہ کرتا ہے۔

بعض اوقات ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ جب ایک عالم کو سرسام یا سینے کی بیماری لاحق ہو جاتی ہے تو اس کا نفس جمیع علوم سے اعراض کر لیتا ہے، اپنے معلومات کو فراموش کر دیتا ہے اور عمر گذشتہ میں جو کچھ اس نے حاصل کیا ہوتا ہے اس کے حافظے سے غائب در وپوش ہو جاتا ہے۔ اور جب اس کو شفا حاصل ہوتی ہے نسیان رفع ہو جاتا ہے، نفس اپنے معلومات کی طرف رجوع کرتا ہے اور ایام مرض میں جن باتوں کو بھول جاتا ہے ان کو یاد کر لیتا ہے۔

معلوم ہوا علوم فنا نہیں ہوتے فراموش ہوتے ہیں۔ محو ہو جانے اور سپرد

نسیان ہو جاتے ہیں یہ فرق ہے۔ کہ محو نقوش وخطوط کے فنا ہو جانے اور نسیان
اس طرح ملتبس و مستور ہو جانے کا نام ہے جس طرح بادل اور ابر کے نیچے سورج
کی روشنی دیکھنے والوں سے پوشیدہ ہو جاتی ہے لیکن سورج غروب نہیں ہوتا
کیونکہ اس صورت میں وہ زمین کے اوپر سے نیچے کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔
اس لئے نفس جوہر نفس سے عارضہ کو دُور کرنے کے لئے محو تعلیم ہوتا ہے تاکہ
ابتدائے فطرت کا سا علم اور آغاز طہارت کی سی معرفت دوبارہ حاصل ہو جائے
جب آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ تعلم کا کیا سبب اور اس سے کیا بات مقصود ہے
اور نفس اور اس کے جوہر کی حقیقت کیا ہے۔ تو آپ کو یہ بھی معلوم کرنا چاہئے
کہ بیمار نفس کو تعلم اور تحصیل علوم میں عمر بسر کرنے کی احتیاج ہوتی ہے لیکن جس
نفس کا مرض خفیف وضعیف دل کے پردے رقیق اور مزاج درست ہوا سے
زیادہ تعلم اور طول مشقت ونصب کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بلکہ اس کے لئے ادنیٰ
نظر وتفکر کافی ہے۔ کیونکہ وہ اپنے اصل کی طرف رجوع کرتا ہے اور اپنی ابتدا
وحقیقت سے اور رموز و اسرار سے آگاہی حاصل کر لیتا ہے۔ اس لئے جو
کچھ اس میں بالقوۃ موجود ہوتا ہے۔ وہ حالت فعلی کی طرف آجاتا ہے۔ جو کچھ اس
کے باطن میں مرکوز ہوتا ہے وہ اس کا زیور بدن بن جاتا ہے اور وہ درجہ
تمام وتکمیل تک پہنچ جاتا ہے اور تھوڑے سے دنوں میں اکثر چیزیں معلوم کر لیتا
ہے اور حسن نظام کے ساتھ معلومات کی تعبیر کرتا ہے، عالم کامل اور صاحب
کلام ہو جاتا ہے اور نفس کلی کی طرف توجہ کرنے سے روشنی حاصل کرتا ہے
اور نفس جزئی کی طرف توجہ کرتا ہے تو اس کو مستفیض کرتا ہے۔ طریق عشق سے
وہ اصل سے مشابہ ہوتا ہے اور حسد کی رگ کو کاٹ ڈالتا اور کینے اور بغض
کی جڑ کو اکھاڑ پھینکتا ہے، دنیا کی فضول باتوں اور زینت ونمود سے منہ

پھیر لیتا ہے اور جب اس درجے پر پہنچ جاتا ہے تو عالم بن جاتا اور نجات و کامرانی حاصل کر لیتا ہے۔ اور یہی تمام لوگوں کا مقصد حقیقی ہے۔

فصل علم لدنی کی حقیقت اور اسکے حصول کے اسباب میں

نور الہام کی سرایت کا نام علم لدنی ہے۔ یہ سرایت اس وقت ہوتی ہے جب نفس کا تسویہ مکمل ہو جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالٰے نے فرمایا وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا (قسم ہے نفس کی اور اس کے برابر ہونے کی) اور یہ رجوع تین طریق پر ہوتا ہے۔ ایک جمیع علوم کو حاصل کرنے اور ان میں سے اکثر سے حصہ وافر لینے سے اور دوسرے سچی ریاضت اور صحیح مراقبہ کرنے سے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے، آپ کا قول ہے مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ اَوْرَثَهُ اللّٰهُ الْعِلْمَ بِمَا لَمْ يَعْلَمْ (جو شخص اپنے علم پر عمل کرے۔ اللہ تعالٰے اس کو وہ علم عطا فرماتا ہے جو اس کو حاصل نہیں)۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا اَظْهَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَنَابِيْعَ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ (جو شخص چالیس روز صبح کے وقت اللہ تعالٰے کے ساتھ تنہائی اختیار کرے اللہ تعالٰے اس کے دل سے حکمت کے چشمے اس کی زبان پر ظاہر کر دیتا ہے)

تیسرے تفکر سے کیونکہ جب نفس تعلم و ریاضت سے علم حاصل کرے اور اس کے بعد اپنی معلومات میں آداب و شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے تفکر کرے اس پر غیب کا دروازہ کھل جاتا ہے جس طرح تاجر اپنے مال میں تصرف کرتا ہے اور شرائط تصرف کو بجا لاتا ہے تو اس پر منافع کا دروازہ کھل جاتا ہے

اور جب وہ راہ خطا پر چلتا ہے تو وہ خسران کے ہلاکت آفرین گڑھوں میں گر جاتا ہے۔ اگر تفکر کرنے والا بھی راہ صواب پر ہو لیا تو ذی عقل لوگوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ عالم غیب سے اس کے دل کی جانب ایک کھڑکی کھل جاتی ہے اور عالم، کامل، عاقل اور صاحب الہام و تائید ہو جاتا ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "ایک گھڑی کا تفکر ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے" تفکر کے آداب و شرائط ہم کسی اور رسالے میں بیان کرینگے کیونکہ تفکر کا بیان اور اس کی کیفیت و حقیقت ایک مبہم امر اور زیادہ تشریح کا محتاج ہے جو اللہ تعالےٰ کی مدد سے آسان ہو جائیگی۔

اب ہم رسالے کو ختم کرتے ہیں۔ کیونکہ جن لوگوں میں صلاحیت و اہلیت ہے ان کے لئے یہ کلمات کافی ہیں، وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ (جس کو اللہ تعالےٰ ہی روشنی نہ دے اس کو روشنی کیونکر حاصل ہو) اور اللہ تعالےٰ مومنین کا دوست و مددگار ہے اور اسی پر بھروسہ ہے اور ہمارے سردار محمد اور اُن کی آل و اصحاب پر درود و سلام ہو، اللہ تعالےٰ ہمارے لئے کافی ہے اور بہت اچھا کارساز ہے بدی سے پرہیز اور عمل صالح کا اقدام بجز خدائے بزرگ و برتر کی توفیق کے ممکن نہیں ہے ہر آن اور ہر گھڑی میرا بھروسہ اسی کی ذات اعلیٰ صفات پر ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

تمام شد

اسلامی زندگی

مسلمانوں کی نکبت و فلاکت۔ اسلام کے ضعف و اختلال اور قوم کے زوال و اضمحلال کے اسباب تلاش کرنے میں جمال الدین افغانی۔ وزیر خیر الدین مفتی عبدہ مصری اور سر سید سے لیکر آجتک کے مسلمان لیڈروں نے اپنی کوشش اور کوہ کاوی میں کمی نہیں کی۔ نہایت لطیف اور بصیرت افزا کتابیں لکھی گئیں پُر معارف مضامین اخبارات و رسائل میں شائع ہوئے پلیٹ فارموں اور ممبروں سے دھواں دھار خطب و مواعظ ہزاروں کے مجمعوں نے سُنے لیکن اس تمام متبرک مجموعہ میں ایک چیز اس وقت نہیں پائی گئی، وہ یہ کہ اسلام نے سپاہیانہ زندگی کو شاہانہ زندگی قرار دیا ہے اور جس کو آجکل شاہانہ یا امیرانہ زندگی سمجھا جاتا ہے یہ درحقیقت غلامانہ اور نامردانہ زندگی ہے۔ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد بلکہ قریبًا قریبًا تمام قوم اس فریب خوردگی میں مبتلا ہو کر اپنے صفاتِ حسنہ ضائع کر چکی اور اس قدر ماؤف ہو چکی ہے کہ سب سے پہلے اسی مرض کا علاج ہونا چاہئے۔ مولانا شاہ اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی نے اس موضوع پر نہایت سیر کن بحث کی ہے۔ اس کتاب کی خوبی مطالعہ ہی سے ظاہر ہو سکتی ہے قیمت صرف ایک روپیہ .. .. عہ

امین و مامون

جرجی زیدان کے مشہور عربی ناول الامین و المامون کا ترجمہ جس میں عہد عباسیہ کے دلچسپ تاریخی واقعات ناول کے پیرایہ میں بیان کئے گئے اور خلیفہ ہارون رشید کی وفات کے بعد امین و مامون میں ایرانیوں کی ریشہ دوانی سے جو محاربات پڑے ان کی تفصیل درج کی گئی ہے۔ تاریخی واقعات کے ساتھ حسن و عشق کی دلآویزیوں کا سلسلہ بھی قائم رہتا ہے یہ کتاب تعریف کی محتاج نہیں۔ مرتبہ سید ظہور احمد صاحب وحشی قابل دید کتاب ہے قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ .. .. .. عہ

حالاتِ حضرت مہدی سوڈانی

جنرل گارڈن اور لارڈ کچنر کی معرکتہ الآرا لڑائیوں اور حضرت کے روحانی تصرف اور بزرگی کے کمالات نہایت مفید اور دلچسپ کتاب ہے قیمت صرف ایک روپیہ .. .. عہ

ملنے کا پتہ۔ منیجر صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤ الدین
ضلع گجرات پنجاب

صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤ الدین پنجاب

یہ کتاب اور دیگر کئی نادر و بیش قیمت کتابیں صوفی پرنٹنگ کمپنی کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہیں۔ اِس کے اراکین جنہوں نے پچیس ۲۵ یا زیادہ حصے خریدے حسب ذیل اصحاب ہیں!

(۱) حضرت سجادہ نشین صاحب جلالپور شریف (۲) کپتان جمال الدین صاحب بہادر آئی ایم ایس آگرہ (۳) جمعدار
عطا محمد صاحب ساکن بھوڑ حال ۱۲/۲۱ فرانٹیر فورس علی پور (۴) ایم۔ ایم اسلم خانصاحب بیرسٹر پیٹرہوس کالج کیمبرج (۵)
ملک دیارام صاحب پنجاب پولیس گجرات (۶) چوہدری عالم دین صاحب آف سہنہ انسپکٹر ڈاکخانہ جات لورالائی بلوچستان
(۷) شیخ محمد ممتاز صاحب فاسوقی بیرسٹر ایٹ لاء گجرات (۸) ڈاکٹر شیخ محمد عالم صاحب بیرسٹر ایٹ لاء لاہور (۹)
پروفیسر شیخ محمد جمیل صاحب اور سیر کنو ڈھی آئی پی ریلوے (۱۰) رحمت علی خانصاحب پریذیڈنٹ مسلم ایسوسی ایشن آف
امریکہ (۱۱) ایک خاتون معرفت ایڈیٹر صاحب صوفی (۱۲) ملک محمد اکرم خانصاحب زمیندار پنڈی بہاؤ الدین (۱۳)
سفو خان صاحب کیلیفورنیا امریکہ (۱۴) پسران ملک محمد الدین ایڈیٹر صوفی مشترکہ نام سے (۱۵) محمد عبد الستار
صاحب جنرل مرچنٹ لداخ (۱۶) ڈاکٹر عبد الواحد صاحب پولرڈ ڈسپنسری سرینگر کشمیر (۱۷) باغ دین صاحب
یوبا یونائیٹڈ سٹیٹ امریکہ (۱۸) نور الدین صاحب اڈرک امریکہ (۱۹) فوجدار خانصاحب براڈرک امریکہ
(۲۰) ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر صوفی (۲۱) پیر بخش ولد فیض محمد صاحب براڈرک یونائیٹڈ سٹیٹ امریکہ (۲۲)
سردار محمد عبد اللہ خانصاحب بہادر لوکل انسپکٹر آفیسر آف اکونٹس بصرہ (۲۳) مولانا محمد محی الدین صاحب ریٹائرڈ
چیف جسٹس ہائیکورٹ حیدرآباد دکن حال دہلی (۲۴) ڈاکٹر عبد الرشید صاحب خلف الرشید جنگو میاں صاحب
ایچ۔ ایم۔ بی۔ بلگام والا ہوبلی ڈہارواڑ (۲۵) نور محمد عبد اللہ صاحب لکھناسوتی میمن واڑ رود بمبئی ۳
(۲۶) اہلیہ خانصاحب نصیر احمد خانصاحب معرفت تحصیلدار صاحب موگہ (۲۷) صدیق احمد خانصاحب
ایچ۔ پی۔ یو معرفت تحصیلدار صاحب موگہ (۲۸) مولوی محمد حسین صاحب خوشنویس عالوگڈھ ضلع گوجرانوالہ
(۲۹) منشی وہاب بیگ صاحب سپروائزر جی۔ آئی۔ پی ریلوے (۳۰) نواب علی خانصاحب نامپلی دیوی باغ
حیدرآباد دکن (۳۱) احمد محی الدین صاحب ولد محمد عثمان صاحب محرر رجسٹری کنٹر ضلع اورنگ آباد دکن
(۳۲) بابو ویالداس مہیجہ صاحب ہیڈ کلرک سپلائی ٹرنسپورٹ بوشہر ایران (۳۳) محمد جان مشوانی صاحب
براڈرک امریکہ (۳۴) محمد ابراہیم کاکانی صاحب زمیندار و آنریری مجسٹریٹ میرپور خاص سندھ